جناب فصیح الدّین (پی ایس پی)

قبائل، امن اور سیرت نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم

اسلام سے قبل عرب قبائل کی اخلاقی و روحانی زندگی کے بارے میں ہم سب جانتے ہیں البتہ ان کی سیاسی اور قومی زندگی کے بارے میں کم ہی محققین نے غور کیا ہے۔ ہمارے ہاں چونکہ سیرت النبیؐ اور مذہب کے دیگر موضوعات مولوی طبقے سے متعلق سمجھے جاتے ہیں اس لیے اُن کی نظر زیادہ تر دورِ جاہلیت کی اخلاقی بُرائیوں اور کفر وشرک پر ہوتی ہے۔ البتہ ماضیِ قریب اور حال ہی میں مستشرقین اور جدید تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمان مفکرین نے سیرت نبویؐ کا ایک نئے انداز سے مطالعہ کیا ہے۔ علاّمہ سیّد سلیمان ندویؒ نے ''سیرت النّبی'' (جلد دوم) میں ''اسلام کی امن کی زندگی'' کے عنوان سے ایک الگ باب لکھا ہے۔ علاّمہ پہلے تو عرب قبائل میں جاری کشت وخون، خانہ جنگی اور غارت گری کا ذکر کرتے ہیں اور پھر آپؐ کے اخلاقِ کریمانہ کی روشنی میں یہ بحث کرتے ہیں کہ یہ منتشر، ٹولیوں میں بٹے، خون ریزی کے شوقین اور کسی قومی وملّی یکجہتی کی سوچ سے یکسر نا آشنا قبائل کیسے آپس میں شیر وشکر ہو گئے؟ اس بدترین اور بدامنی کے دور میں جب آپؐ لوگوں کو مستقبل میں امن وامان کی بشارت دیتے تھے کہ ''ایک زمانہ آئے گا جب حیرہ سے ایک خاتون محمل نشین تنہا سفر کرے گی اور خُدا کے سوا کسی کا خوف نہ ہوگا'' تو لوگوں کو تعجب آتا تھا۔ ایک شخص نے جب شکایت کی کہ میرا مال ڈاکوؤں نے لوٹ لیا تو آپؐ نے فرمایا کہ ''عنقریب وہ زمانہ آئے گا جب مکہ کو قافلہ بے نگہبان جایا کرے گا''۔ علاّمہ لکھتے ہیں کہ بعد میں حضرت عدیؓ نے تصدیق کی کہ واقعی حیرہ سے تنہا خاتون نے سفر کیا تھا جسے انہوں نے دیکھا تھا۔ میں اکثر سوچتا ہوں کہ ہمارے قبائل یعنی فاٹا میں آج جس قسم کی بدامنی ہے کیا اس کا حل بھی سیرت النبیؐ میں پوشیدہ ہے؟ یقیناً ایسا ہی ہے کیونکہ آپؐ کی ذات والا صفات تمام عالم اور تمام زمانوں کے لیے ہے۔ رحمتُ للّعالمین کا لقب شانِ خُداوندی کا عطیہ ہے اور اللہ تعالیٰ کی عطا پر زمانے اور مقام (Time and Space) کا اثر نہیں ہوتا۔

---

* معروف دانشور، ادیب، کالم نگار، مدیر ریسرچ لائبریری پشاور بلمقابل فاٹا سیکرٹریٹ

ہمارے قبائل کے بارے میں آج کل ملکی اور بین الاقوامی طور پر جو کچھ کہا اور لکھا جا رہا ہے سب سے پہلے اُس کا ایک غیر جانبدار تجزیہ ضروری ہے۔ تاہم جہاں تک قبائل کی شیرازہ بندی کا کام ہے، اس کے لیے سیرت نبویؐ کا عمیق اور خلوصِ دل سے مطالعہ کرنا چاہیئے۔ اور حکمت کے اُس موتی کی تلاش کرنی چاہیئے جس کے نُور سے قبائل کی تیرہ و تار زندگی روشن ہوئی۔ سیرت نبویؐ میں اس قسم کے بے شمار واقعات ملتے ہیں جن سے اندازہ ہوتا ہے کہ آپؐ کو قبائل کی نفسیات، عادات، اخلاق، تاریخ، روایات، کمزوریوں، خوبیوں اور اندرونی قبائلی عوامل (Dynamics) کا بھر پور علم حاصل تھا۔ مثال کے طور پر جب ایک اعرابی نے سوال کیا کہ یا رسول اللہؐ! مجھے وہ بات بتایئے جس کے کرنے سے جنت مل جائے۔ آپؐ نے دیگر باتوں کے علاوہ فرمایا ’’ظالم رشتہ دار پر اپنی عنایتوں کی بارش کرو‘‘۔ کیا اس ارشاد نبویؐ کے اندر کی اخلاقی طاقت و توانائی کا اندازہ کوئی کر سکتا ہے؟ قبائل کے اسلام قبول کرنے کے واقعات کا ذکر سیرت کی کتابوں میں تفصیل سے درج ہے۔ ہر ایک وفد کے ساتھ آپؐ کا معاملہ قبائلی نظامِ زندگی سے متعلق آپؐ کی حکمت و دانائی کا منہ بولتا ثبوت ہے۔ مثال کے طور پر جب قبیلہ ُطے کے سردار اور مشہور حاتم طائی کے بیٹے عدی بن حاتم آپؐ کے پاس آئے تو آپؐ کی شانِ استغناء سے مرعوب ہو گئے۔ آپؐ نے فرمایا۔ کیوں عدّی! تم اپنی قوم سے مُر باغ لیتے تھے لیکن یہ تو تمھارے مذہب (نصرانیت) میں جائز نہیں ہے؟‘‘۔ ایک قبائلی سردار کو یہ احساس دلانا کہ وہ اپنی قوم کے ساتھ بے انصافی کر رہا ہے کس قدر نفسیاتی دباؤ اور اخلاقی شکست کی بات تھی۔ عدی قبائلی نظام میں مساوات، برابری، اخوت اور کرپشن سے بالاتر اخلاقی حیثیت کی اہمیت کو جانتا تھا۔ عدّی مسلمان ہوا اور مشہور صحابہ کرام میں جگہ پائی۔

قبائل کے بارے میں سورۂ حجرات کا مطالعہ کریں تو اندازہ ہوتا ہے کہ اُن کی بعض ناقابلِ برداشت عادتوں اور نا مناسب رویّوں تک پر آپؐ صبر فرماتے تھے حتّٰی کہ اللہ تعالیٰ کو اس معاملے میں مداخلت کر کے اُن کو تنبیہ کرنا پڑی۔ سورۂ حجرات کا صاف سبق ہے کہ قبائل کے ساتھ معاملات طے کرتے ہوئے کتنے صبر و برداشت کا مظاہرہ کرنا پڑتا ہے اور اُن کے اندر فضائل اخلاق پیدا کرنے کے لیے کیسی تدبیر کرنی پڑتی ہے۔ قبائل کے ساتھ بات چیت (Communication) بھی ایک اہم مسئلہ ہے۔ وفودِ عرب کے مطالعے سے پتہ چلتا ہے کہ آپؐ ان پر اعتماد فرمایا کرتے تھے۔ ان کے لیے تعزیراتی لگام میں نرمی فرمایا کرتے تھے، ان کی توبہ کو قبول فرماتے تھے، ان کے سرداروں اور بڑوں کو عزت و احترام سے

دیکھتے تھے، ان کی خواتین کی عزت فرماتے تھے جیسا کہ حضرت عدیؓ کی بہن جو ایک جنگ میں قیدی بن کر آئی تھی کو نہایت اکرام و احتشام اور عزت و حرمت سے رخصت فرمایا۔ قبائل کے درمیان صلح جوئی اور اخوت و مساوات کی جو بنیاد آپؐ نے ڈالی تھی، دراصل وہی ایک ایسا سیاسی رویّہ تھا جس سے ان کا قبائلی انتشار ایک قومی، مذہبی اور ملّی وحدت میں تبدیل ہوگیا۔ مغرب کے مصنّفین کو آپؐ کی اس حکمت و بصیرت پر شدید حیرانی ہے۔ اخلاقی تعلیم اور بُرائیوں سے روکنے کی تبلیغ تو ہر دور میں اخلاقی و مذہبی مبلّغین کرتے آئے ہیں لیکن ایک نہ ختم ہونے والے سلسلۂ جنگ میں مبتلا سینکڑوں قبائل کیسے ایک منظّم و متحد اور مضبو و توانا سیاسی وحدت میں ڈھل گئے، یہ اُن کی سمجھ سے بالاتر ہے۔ آج بھی مغرب بالخصوص امریکہ یمن، شام اور عراق سے افغانستان اور فاٹا تک قبائل سے برسرِ پیکار ہے مگر جب تک وہ سیرتِ نبویؐ کا مطالعہ نہ کریں اور جب تک نورِ محمّدیؐ سے حکمت و دانش کی ضیاء نہ پائیں، میرا نہیں خیال کہ وہ قبائل کو شیر و شکر کرسکیں گے۔ اُن پر فتح پانا تو خیر دور کی بات ہے۔ یہ نسخہ میں نے کئی بار مغربی ماہرین کو بھی سمجھایا اور اپنے ملک کے بعض مقتدر حلقوں کے افسران کے سامنے بھی پیش کیا ہے کہ بلوچستان اور فاٹا کا مسئلہ اخلاقِ نبویؐ کے حامل افراد سے حل کرائیں۔ آپؐ کی کمیونیکشن مہارت و حکمت کا اندازہ اس سے لگائیں کہ جب ایک قبیلے کے افراد نے آپؐ کے سامنے اپنی طلاقتِ لسانی اور زور بیانی کا ثبوت دیا تو آپؐ نے فرمایا، ان من البیان لسحرا یعنی بعض بعض تقریروں میں جادو ہوتا ہے۔ اس کے باوجود جب شاعرِ نبوّت حسان بن ثابتؓ نے ان کا جواب دیا تو وہ متاثر ہوئے اور نظم و نثر کی معرکہ آرائی کے بعد خود ہی اعتراف کیا کہ دربارِ رسالتؐ کے خطیب اور شاعر دونوں ہمارے والوں سے بڑھ کر تھے۔ اس کے بعد اس قبیلے نے ایمان کی روشنی پائی۔ یہ واقعہ بتاتا ہے کہ آپؐ قبائل سے ڈائیلاگ کرنا جانتے تھے۔ بدقسمتی سے مغرب ہو کہ ہمارے اربابِ اقتدار، قبائل سے ان کی سطح پر کیمونیکیشن اور ڈائیلاگ کرنے کی اس حکمتِ نبویؐ سے محروم ہیں۔ آپؐ کے پاس جب عرب کا ایک ایسا بہادر قبیلہ آیا جو عرب میں اکثر فاتح ہوتا اور ہر لڑائی میں غالب آتا تھا تو آپؐ نے اُن سے پوچھا کہ تمھارے غلبے کے کیا اسباب ہوتے تھے؟ انہوں نے جواب دیا، ''ہم ہمیشہ متفق ہو کر لڑتے تھے اور کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے''۔ قبائل کی قوت کو معلوم کرنا ایک بہترین حکمت و دانش مندی ہے۔ اس حدیث کے اندر ہمارے لیے بہترین سبق ہے۔

قارئین کرام! آج ہمارے فاٹا کے قبائل کے بارے میں مغرب اور بالخصوص امریکہ کو سخت

تشویش لاحق ہے۔ درجنوں کتابیں اور رپورٹیں فاٹا کی بدنامی و رُسوائی کے لیے لکھی جا رہی ہیں جس میں کئی ایک کا میں نے اپنے کالموں میں ذکر بھی کیا ہے۔ ناروے کی تھنک ٹینک ادارے سی سا (SISA) نے بھی اس ضمن میں درجنوں رپورٹیں شائع کی ہیں۔ 2014ء میں ان کی تازہ رپورٹ نمبر 26 ''فاٹا اور گلوبل جہاد'' کے عنوان پر ہے۔ یہ سراسر خرافات اور سُنی سنائی باتوں پر مبنی رپورٹیں ہوتی ہیں جن کا مقصد پختون قوم کی بدنامی اور پاکستان کے خلاف پروپیگنڈا ہوتا ہے۔ امریکی دانشور بروس رائیڈیل نے امریکی صدر سے کہا تھا کہ امریکہ پر اگر کوئی دوسرا حملہ ہوا تو وہ فاٹا کے علاقے سے ہوگا۔ یہ بات ایک دوسرے امریکی دانشور ڈینئل مرکی نے بھی کی تھی اور اُن کی رپورٹ ''پاکستان کے قبائلی علاقوں کا استحکام'' (Securing Pakistan's Tribal Belt) تو کافی مشہور بھی رہی تھی۔ پاکستان میں کئی ایک این جی اوز اور نیم سرکاری اداروں نے بھی فاٹا میں ایک دن رات گزارے بغیر فاٹا میں امن و استحکام کے قیام کے موضوع پر اپنی رنگین رپورٹوں کی بھرمار کر دی ہے۔ افسوس کہ ان سب میں خلوصِ نیّت کا شائبہ تک نہیں ہے۔ عملی طور پر بھی یہ تمام تجاویز اور رپورٹیں فاٹا ریفارمز کمیشن کی رپورٹوں کی طرح بے سُود رہی ہیں۔ اس کی واحد وجہ یہ ہے کہ فاٹا سے متعلق پالیسی بنانے اور رپورٹیں لکھنے والے ان اخلاقِ کریمانہ اور سلوکِ مشفقانہ سے محروم ہیں جو آپؐ کی سیرت و کردار سے سیکھا جا سکتا ہے۔ قبائل کو باہم یکجا کرنا، اُن کے درمیان قومی و سیاسی وحدت کے رشتے پیدا کرنا اور اُن کو ایک بلند اخلاقی سطح پر لانے کے لیے عرب قبائل کی شیرازہ بندی کو بطور ایک مثال (رول ماڈل) کے سٹڈی کرنا چاہیئے۔ مارگولیوس ایک مشہور مستشرق عالم تھے جن کی اسلام دشمنی کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں ہے، پھر بھی بقول علاّمہ ندویؒ وہ اپنی کتاب ''لائف آف محمدؐ'' میں یہ اعتراف کرتا ہے کہ ''محمدؐ کی وفات کے وقت ان کا سیاسی کام غیر مکمل نہیں رہ گیا تھا۔ آپؐ ایک سلطنت کی جس کا ایک سیاسی و مذہبی دارالسلطنت مقرر کیا گیا تھا، بنیاد ڈال چکے تھے۔ آپؐ نے عرب کے منتشر قبائل کو ایک قوم بنا دیا تھا۔ آپؐ نے عرب کو ایک مشترک مذہب عطا کیا اور ان میں ایک ایسا رشتہ قائم کیا جو خاندانی رشتوں سے زیادہ مستحکم اور مستقل تھا''۔ (سیرت النبیؐ۔ جلد دوم۔ ص۔15)

مشہور مستشرق عالم ڈبلیو ٹی آرنلڈ نے اپنی کتاب ''اشاعتِ اسلام'' (The Preaching of Islam) میں خصوصی طور پر عرب قبائل کو ایک وحدت دینے کی پیغمبرانہ شان کی اچھی خاصی تعریف بھی کی ہے اور اس پر تبصرہ کیا ہے۔ وہ ایک دوسرے مستشرق وان (فان) کریمر کے حوالے سے لکھتا ہے: ''یہ محمدؐ

کی خواہش تھی کہ وہ ایک نئے مذہب کو لے آئے جس میں وہ کامیاب بھی رہے، مگر اس دورن میں وہ ایک بالکل نئے اور مخصوص مذاق کے سیاسی نظام کی داغ بیل بھی ڈال گئے۔ ابتداء میں ان کی خواہش صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف لوگوں کو بُلانا تھا مگر ایسا کرتے کرتے انہوں نے اپنے شہر کے فرسودہ نظامِ حکومت کو جڑ سے اُکھاڑ پھینکا اور قبائلی سرداری نظام کی جگہ جس کے اندر فیصلہ کن قوتیں صرف چند مخصوص حکمران خاندان ہی ہوتے تھے، ایک الہامی سیاسی حکومت قائم کی جس میں سب سے پہلے آپؐ خود خلیفۃ اللہ قرار پائے۔ ان کی وفات سے قبل ہی تمام عرب آپؐ کا مطیع ہو چکا تھا۔ عرب نے اس سے قبل کسی بھی بادشاہ کی حکمرانی کو تسلیم نہیں کیا تھا مگر اب اچانک وہ ایک قومی وحدت میں جکڑ گئے اور انہوں نے ایک ہی حکمران کے سامنے بیعت کی۔ چھوٹے بڑے سینکڑوں قبائل جو ہر وقت آپس میں مشت و گریباں رہتے تھے، محمدؐ کا فرمان سننے کے بعد ایک قوم بن گئے۔ ایک مذہب کے خیال نے ان بکھرے قبائل کو ایک مشترکہ سیاسی جسم عطا کیا جو اپنی مخصوص خصوصیات کے ساتھ بڑی تیزی سے پھیلنے لگا۔۔۔۔قبائلی نظام (تاریخ میں) پہلی مرتبہ اگرچہ مکمل طور پر ختم نہ ہو سکا، تاہم ایک مذہبی وحدت کے جذبات کے سامنے مزید نہ ٹھہر سکا۔ محمدؐ کی وفات کے وقت عرب کے اکثر حصّے میں امن قائم ہو چکا تھا۔ اور عرب کے قبائل نے جو قتل و غارت گری و انتقام سے بھرپور تھے کبھی اس قسم کا امن نہیں دیکھا تھا۔ یہ صرف اسلام کا مذہب ہی تھا جس نے ان کے درمیان ایک انقلابِ اِصلاح برپا کیا تھا''۔ (ص۔33-32)

قارئین کرام! مستشرقین اور مغربی تعلیم یافتہ افراد نے اس عظیم انقلابِ نبوی کو سیرت میں بہت ٹٹولا ہے۔ وہ جانتے ہیں کہ یہی سب سے مشکل کام تھا جو آپؐ نے سرانجام دیا ہے۔ یہی وہ معجزہ ہے جس کا جواب آج تک کسی دُنیاوی لیڈر سے نہ ہو سکا۔ چرچل اور روز ویلٹ سے لے کر کارٹر اور ٹونی بلیئر، ڈیوڈ کیمرون اور بُش اور گورڈن براؤن اور اوباما تک، آخر اِن کے پاس کیا کچھ نہیں ہے جو مصر، افغانستان، یمن، عراق اور شام جیسے پسماندہ علاقوں میں امن ماضی میں لا سکے نہ اب لا سکتے ہیں؟ ان کے پاس دُنیوی سازوسامان میں سب کچھ موجود ہے مگر ان کے دلوں کے اندر کی آنکھیں اندھی ہیں۔ (ولکن تعمی القلوب التی فی الصدور)۔ دراصل ان کے پاس سیرتِ نبویؐ کی روشنی نہیں ہے۔ ان کی آنکھوں پر پٹی بندھی ہوئی ہے۔ اگر یہ لوگ تعصب سے بالاتر ہو کر سیرت محمدیؐ کا مطالعہ کریں تو شاید ان کو قبائلی دُنیا میں امن قائم کرنے کا فن آجائے۔ دیدۂ بینا کے لیے اس میں عبرت ہے۔ رہے نام اللہ کا۔